اُمید (مسدس)

الطاف حسین حالیؔ

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
نہ دل بجھا	مایوس نہ کر	تگاپو	دوڑ دھوپ
پئے	واسطے، کے لیے	کئی/کے	ایران کے بادشاہ ہان کا لقب
کنعان	حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کا وطن	کلمبس/کولمبس (columbus)	ایک سیاہ جس نے امریکہ دریافت کیا
دردِ پنہاں	چھپا ہوا درد	نظمِ جہاں	دنیا کا نظم و ضبط
محرم	رازدان	جوتا	جوتنے والا، ہل چلانے والا
موجزن	موجیں مارتا ہوا	ڈھارس	حوصلہ
سفینہ	کشتی	غم خوار	ہمدرد، دکھ میں شریک
محرم	رازدان	رہرو	مسافر
دسترس	پہنچ	تگاپو	کوشش، جستجو

اشعار کی تشریح

شعر نمبر۔1

بس اے نا امید نہ یوں دل بجھا تو
جھلک اے امید اپنی آخر دکھا تو

زرا نا اُمیدوں کی ڈھارس بندھا تو
فسردہ دلوں کے دل آکر بڑھا تو

ترے دم سے مُردوں میں جانیں پڑی ہیں
جلی کھیتیاں تو نے سر سبز کی ہیں

تشریح:

مولانا حالیؔ کے دور میں مسلمان بدحالی کا شکار اور مستقبل کے بارے میں بہت فکر مند تھے۔ مولانا نے ہی کیفیت بیان کر کے پر اُمید رویہ اپنانے کی ترغیب دی ہے۔ مایوسی سے مخاطب ہو کر حالی کہتے ہیں کہ بس بہت ہو چکی تم ہمارا دل اس طرح نہ بجھاو۔اب رُخصت ہو جاؤ۔ پھر اُمید سے کہتے ہیں کہ اے اُمید آخر تم بھی تو اپنی ایک جھلک دکھاؤ تاکہ برصغیر کے مسلمان جو انتہائی مایوسی کی حالت میں زندگی گزار رہے ہیں ان کا کچھ حوصلہ بندھے۔ تو ذرا آ اور آکر ان آفسردہ دلوں کے حوصلہ اور ہمت میں اضافہ کر۔ تو جب ہمت بڑھاتی ہے۔ تو مردہ دل بھی جی اُٹھتے ہیں۔ اور ان کے آگے بڑھنے کا جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ تو وہ جذبہ ہے کہ تیرے بھروسے پر جلی ہوئی کھیتیاں تک سر سبز و شاداب ہو گی ہیں۔ زمین بنجر اور خشک ہو اور اس کو محنت کر کے ہل چلا کے، بیج بو کے اُمید ہی تحت کسان شاداب اور لہلہاتا بنا سکتا ہے۔

شعر نمبر۔2

سفینہ پئے نوحِ طوفان میں تو تھی — سکون بخشِ یعقوبؑ کنعان میں تو تھی

زُلیخا کی غمخوار ہجراں میں تو تھی — دل آرام یوسفؑ کی زنداں میں تو تھی

مصائب نے جب آن کر اُن کو گھیرا

سہارا وہاں سب کو تھا ایک تیرا

تشریح:

جب حضرت نوح علیہ السلام کی بددعا سے آسمان سے مسلسل بارش اور زمین سے چشمے پھوٹ پڑے تو شاعر نے تلمیحات کے زریعے تاریخ کی روشنی میں اُمید کی اہمت اُجاگر کی ہے کہ جب طوفان نوح علیالسلام اور ان کے پیروکار اِن کی بنائی ہوئی کشتی میں سوار ہوئے تو اُمید ہی کا سہارا تھا کہ وہ بخیروعافیت اپنی منزل تک پہنچ جائیں گے۔ اس طرح جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے وطن کنعان میں اپنے صاجزادے کی جدائی میں تڑپ تھے تو اُمید ہی کی وجہ سے ان کے دل کو سکون حاصل تھا کہ ایک نہ ایک دن اُن کا بیٹا انھیں ضرور مل جائے گا۔ حضرت یعقوبؑ کنعان میں رہتے تھے۔ ان کے دس بچے ایک بیوی میں اور دو بچے (یوسفؑ اور بنیامین) دوسری بیوی میں سے تھے۔ انھیں یوسفؑ سب سے زیادہ پیارے تھے۔ زُلیخا جو حضرت یوسفؑ علیہ السلام پر عاشق ہوگی تھی۔ اس کے قید خانے میں بھیج دیے جانے کے بعد جدائی کی آگ میں جلتی رہی۔ حضرت یعقوب اپنے بیٹے کی جدائی میں رو رو کر بینائی کھو بیٹھے تھے۔ ظاہر ہے اگر اُمید ہی ہے جو کامیابی اور کامرانی کے راستے پر ڈالتی ہے۔

شعر نمبر۔3

بہت ڈوبتوں کو ترایا ہے تو نے
بگڑتوں کو اکثر بنایا ہے تو نے

اُکھڑتے دلوں کو جمایا ہے تو نے
اُجڑتے گھروں کو بسایا ہے تو نے

بہت تو نے پستوں بالا کیا ہے
اندھیرے میں اکثر اُجالا کیا ہے

تشریح:

شاعر اُمید کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ اے اُمید! تو نے بہت ایسے لوگوں کو ڈوبنے سے بچایا ہے جو زندگی کے مصاب کے بھنور میں پھنس گے تھے۔ جنہیں نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا ایک تو ہی تھی جس کی وجہ سے وہ کنارہ پانے میں کامیاب ہوئے۔ بہت سے بگڑے ہوؤں اور بے راہ بھٹکے ہوؤں کو تو نے ہی راہِ راست دیکھائی۔ کئی ایسے لوگ تھے جن کے دل زندگی سے اکھڑ چکے تھے اُنھوں نے جینے اور آگے بڑھنے کی خواہش ہی چھوڑ دی تھی۔ ایسے لوگ جو کاروباری اعتبار سے خراب ہو رہے تھے یا اُن کے گھروں کے حالات یا معاشی حالات مایوس کُن تھے تو نے ہی ہمت دلائی اور وہ اپنے پاوں پر کھڑے ہو گے۔ ان کے حالات اچھے ہوگے۔ ایسے حالات جہاں پر میاں بیوی میں ناچاکی تھی، بچے ویران اور باغی ہو رہے تھے تونے سہارا دے کر اس گھر کو توڑ پھوڑ سے بچالیا۔ زندگی کی تاریک راہوں میں تونے روشنی کی مشعلیں جلائیں، ان کے لیے روشنی کی ایک کرن بن کر ائی۔ جہاں اندھیرا ہی اندھیرا تھا تونے اس جگہ روشنی پھیلادی۔ جن لوگوں کو حقیر سمجھا جاتا تھا تو نے ان کی مدد کی۔

شعر نمبر۔4

قومی تجھ سے ہمت ہے پیروں جواں کی — بندھی تجھ سے ڈھارس ہے خُردو کلاں کی

تجھی پر ہے بنیاد نظمِ جہاں کی — نہ ہو تو تو رونق نہ ہو اس دکاں کی

تگا پو ہے ہر مرحلے میں تجھی سے
رواں رو ہے ہر قافلے میں تجھی سے

تشریح:

اُمید سے مخاطب ہو کر حالی کہتے ہیں کہ بوڑھا ہو یا جوان ہمت اور حوصلہ اسے تو ہی دیتی ہے۔ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا تُو ہی تسلی دیتی ہے تیرے سہارے کے بغیر کوئی بھی کسی کام کا نہیں۔ دنیا کا جو نظام یا انتظام چل رہا ہے وہ تیری ہی وجہ سے ہے۔ کیونکہ اُمید نہ ہوتی تو کوئی انسان مصیبت کے وقت مسکرا نہ پاتا۔ اُمید یہ ہوتی تو بڑے صدمے کے بعد انسان دوبارہ معمول کی زندگی کی طرف نہ لوٹتا۔ بس اُمید ہی ہے جو انسان کو دوبارہ ایک نئی زندگی کی طرف لوٹاتی ہے۔ اُمید نہ ہو تو اس دنیا کی رونقیں اور چہل پہل بھی نہیں ہوگی۔ زندگی کے ہر دور میں اُمید ہی کی وجہ سے دوڑ دھوپ نظر آتی ہے۔ تو کامیابی کا یقین دلاتی ہے تو لوگ کام کرنا شروع کرتے ہیں زندگی کا ہر ایک قافلہ تیرے ہی بل بوتے پر رواں دواں ہے۔ مزید آگے بڑھنے کی تگ و دور اِسی کی بنا پر ہے۔ اُمید ہر مقام میں انسان کو سہارا دیتی ہے۔ انسان جب ٹھوکر کھا کر گرتا ہے تو اُمید ہی کا سہارا لے کر اٹھتا ہے۔

شعر نمبر۔5

نوازا بہت بے نواؤں کو تو نے
تونگر بنایا گداؤں کو تو نے

دیا دسترس نارساؤں کو تو نے
کیا بادشہ ناخداؤں کو تو نے

سکندر کو شانِ کئی تو نے بخشی

کلمبس کو دنیا نئی تو نے بخشی

تشریح:

اس بند میں شاعر کہتا ہے کہ اُمید ایسی طاقت ہے جس نے بہت بے کسوں اور بے یارومدگاروں پر اللہ تعالی کے کرم کے دروازے کھل گے ہیں۔ بھیکاری اور خیرات مانگنے والے کو صاحبِ استطاعت بنایا۔ کئی ملاح جو بڑی مشقت کی زندگی گزارتے تھے۔ تو نے انھیں بادشاہ بنادیا۔ جو لوگ دوسروں کی محتاجی کا شکار تھے تیری بدولت وہ بااثر ہوگے۔ فاتح عالم سکندرِ اعظم نے بھی کسی قسم کی اُمید کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا اِسی اُمید کے بھروسے پر یونان سے نکلا اور آدھی سے زیادہ دنیا فتح کر ڈالی اور ایران کے خاندان "کئی"، جس نے شہرت اور شان ودبدبہ پایا۔ اس کا نام عظیم فاتحین کی فہرست میں شامل ہوگیا۔ اطالوی ملاح کولمبس نے اجنبی سمندروں میں کشتیاں ڈالی اور امریکہ فتح کرلیا۔ اس ساری کامیابی کے پیچھے اُمید ہی کا ہاتھ ہے۔

شعر نمبر۔6

وہ رہرو نہیں رکھتے جو کوئی ساماں
خورو زاد سے جن کا خالی ہے داماں

نہ ساتھی کوئی جس سے منزل ہو آساں
نہ محرم کوئی جو سنے دردِ پنہاں

ترے بل پہ خوش خوش ہیں اس طرح جاتے
کہ جا کر خزانے ہیں اب کوئی پاتے

تشریح:

وہ لوگ جن کے ساتھ کوئی سفر نہیں کرتا اور نہ ان کے پاس سفر کے دوران کام آنے والی زاد راہ ہوتی ہے۔ ان کا دامن کھانے پینے کی چیزوں سے خالی ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ چلنے والا کوئی نہیں ہوتا کہ جس کے ساتھ گپ شپ لگائیں اور سفر باآسانی کٹ جائے۔ مگر اُمید کے سہارے وہ انتہائی خوش وخرم اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوتا ہے کہ گویا اِسے دنیا جہاں کے خزانے مل جائیں گے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالی کی مدد اور اپنی محنت سے نا اُمید نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ اُمید ہی ایک ہم سفر ہے اور دُکھوں کا بوجھ ہلکا کرنے والا غمخوار بھی۔ مسافر اچھے وقت کی اُمید پر یوں خوش خوش آگے بڑھتے ہیں کہ جیسے تھوڑی دور جاکر انھیں خزانے مل جائیں گے اور وہ مالامال ہوجائیں گے۔

شعر نمبر۔7

زمیں جو تنے کو جب اٹھتا ہے جوتا
سمیں کا گماں تک نہیں جب کہ ہوتا

شب و روز محنت میں ہے جان کھوتا
مہینوں نہیں پاؤں پھیلا کے سوتا

اگر موجزن اس ک دل میں نہ تو ہو
تو دنیا میں غُل جوک کا چار سو ہو

تشریح:

اُمید کی اہمیت کا احساس دلاتے ہوئے حالیؔ ایک کسان کی مثال دے رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ زمین پر ہل چلانے والا کسان جب کھیتوں کو زرخیز بنانے کے لیے نکلتا ہے تو اُسے وقت تک کا احساس نہیں ہوتا، صبح،شام، سردی، گرمی ہر طرح کی ساعتوں سے بے خبر وہ زمین پر ہل چلاتا ہے۔ مسلسل کئی مہینوں تک سُکھ کی نیند نہیں لوٹ سکتا۔ سچ تو یہ کہ اُمید ہی ہے جو اتنی مشقت کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ چنانچہ کسان کے دل میں اگر یہ جذبہ نہ ہو تو یہ دنیا میں ہر طرف بھوک کا شوروغل ہو۔ پس اُمید ہی جو کسان کو محنت پر اُبھارتی ہے اور اس کی یہ محنت ملک کی خوشحالی کا سبب بنتی ہے۔ ظاہر ہے اگر انسان اناج پیدا نہ کرے تو لوگ بھوکے مرجائیں گے۔

شعر نمبر۔8

بنے اس سے بھی گر سِوا اپنے دم پر
بلاؤں کا ہو سامنا ہر قدم پر

پہاڑاک فزوں اور ہر کوہ غم پر
گزرنی ہو جو کچھ گزر جائے ہم پر

نہیں فکر تو دل بڑھاتی ہے جب تک
دماغوں میں بُو تیری آتی ہے جب تک

تشریح:

اگر ہمارے اُوپر بھی مصیبت آجائے دُکھ کے اُوپر ایک اور دُکھ آجائے اور ہر موڑ پر مصیبت کا سامنا کرنا پڑے زندگی انتہائی دشوار گزرہی ہو۔ قدم قدم پر مصیبت کا سامنا ہو۔ غموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، تو ہمیں اس پر کوئی پرواہ نہیں کیونکہ اے اُمید! جب تک تو ہمارا حوصلہ بڑھائے گی ہمارے دماغوں میں تیری خشبو آتی رہے گی یعنی جب تک ہم اُمید پر قائم ہیں ہر طرح کی مشکلات کا سامنا ہمت اور حوصلے سے کرسکتے ہیں۔ ہم ہر مشکلات کا مقابلہ اس اُمید کے ساتھ کریں گے کہ انشاء اللہ فتح ہماری ہی ہو گی۔ ہم اس مسائل اور تکلیف کا بڑی ہمت و حوصلہ اور جوانمردی سے کریں گے۔

(مسدس مدوجزرِ اسلام)

مشق

سوال نمبرا۔ جس نظم کے ہر بند میں چھے مصرے ہوں اسے مسدس کہتے ہیں۔ آپ کی کتاب میں کون کون سی ایسی نظمیں شامل ہیں جو مسدس کی ہیست میں لکھی گئ ہیں؟

جواب: ہمارے نصاب میں مندرجہ زیل نظمیں مسدس کی ہمیست میں لکھی گی ہیں۔

(۱) دُرِ مراد (از میر انیسؔ)

(۲) تختِ فرس پر علی اکبرؑ کا خطاب (از مرزا دبیرؔ)

(۳) اُمید(مسدس)۔ (از مولانا الطاف حسین حالیؔ)

سوال نمبر ۲۔ دوسرے بند کی وضاحت تاریخی حقائق کی روشنی میں کریں۔

جواب: جب حضرت نوحؑ کی کشتی دریا میں بہنے لگی اور ان کی پوری قوم غرق آب ہوگی۔ تو اس وقت نوحؑ کے ساتھیوں کو اُمید تھی کہ ہم خیریت کے ساتھ خشکی پر اُتر جایں گے۔ اسی طرح حضرت یعقوبؑ جو حضرت یوسفؑ کے والد تھے اور وہ اپنے بیٹے حضرت یوسفؑ کی جدائی میں دن رات روتے رہتے ہیں۔ لیکن اُمید نے ہی انھیں یہ تسلّی دی تھی کہ ایک نہ ایک دن یوسفؑ سے آپ کی ملاقات ضرور ہوگی۔ اور کنعان (جو ان کا وطن تھا) میں خوش ہوجاے گا۔ جب حضرت یوسفؑ زلیخا سے جُدا ہوگے تو اُمید نے آکر اس دکھ درد بانٹ لیا۔ اور پھر جب یوسفؑ کو چوری کے الزام میں مصر میں ایک قید خانے میں بند کردیا گیا تو وہاں بھی اُمید نے اس کا دل رکھا۔ اور انھیں مایوس نہیں ہونے دیا۔ ان تمام لوگوں پر جب بھی مصیبتیں آتیں تو اے اُمید تو ان کا سہارا بنتی اور تیری ہی وجہ سے یہ ہر مشکل سے نکل آنے میں کامیاب ہوجاتے۔

سوال نمبر۳۔ نظم "اُمید "کا خلاصہ لکھیں۔

جواب: نظم "اُمید "کا خلاصہ:

شامل نصاب نظم "اُمید" "مسدس حالیؔ "کے ضمیے سے انتخاب ہے جس کے اشعار "اُمید "جیسے جذبے پر بنی ہیں۔ اس میں حالیؔ نی مسلمانوں کی مایوس قوم میں اُمید کی ایک لہرپیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ انسان کی زندگی میں میں اُمید کی کیا اہمیت ہے۔ ایسی طاقت ہے جس نے بہت بے کسوں اور بےیادگاروں پر اللہ تعالی کے کرم کے دروازے کھل گے ہیں۔ بھکاری اور خیرات مانگنے والے کو صاحبِ استطاعت بنایا۔ کہی ملاح جو بڑی مشقت کی زندگی گزارتے تھے۔ تو نے انھیں بادشاہ بنادیا۔ جو لوگ دوسروں کی محتاجی کا شکار تھے تیری بدولت وہ با اثر ہوگے۔ فاتح عالم سکندرِاعظم نے بھی کسی قسم کی اُمید کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا اسی اُمید کے بھروسے پر یونان سے نکلا اور آدھی سے زیادہ دنیا فتح کر ڈالی اور ایران کے خاندان "کہی"، جس شہرت اور شان ودبدبہ پایا۔ اُمید کے سہارے بے سرو سامان مسافر بھی اپنی منزل پر ایسے پہنچتے ہیں، گویا وہ انھوں نے دنیا بھر کے خزانے پالیے ہوں اور کسان دن رات کا احساس کیے بغیر کسی کے بل پردن رات محنت کرتا ہے۔ انسان پر کتنی ہی مصیبتیں اور تکالیف کیوں نہ آیں اگر اُس کے دل میں اُمید کا دِیا جل رہا ہے تو کسی مصیبت یا پریشانی سے نہیں گھبراتا۔ گویا اُمید ہی ہے جو انسان کو ہر پریشانی اور تکلیف سے نکالنے میں حوصلہ دیتا ہے۔ اُمید کے بل بوتے پر انسان خوشی سے منزل کی طرف جاتے ہیں جیسے ان کو بہت بڑا خزانہ مل جاے گا۔

سوال نمر ۴۔ نظم میں جو الفاظ ایک دوسرے کے متضاد استعمال ہوئے ہیں، ان کی نشاندہی کریں۔

جواب: نظم میں ایک دوسرے کے متضاد الفاظ حسب ذیل ہیں۔

الفاظ	متضاد
فرش	عرش

تخت	تابوت
زمین	فلک
باطل	حق
غل	الحان
بشر	مَلک
بت	خدا
ڈوبتا	ترانا
اُکھڑنا	جمانا
اُجڑنا	بسانا
بگڑنا	بنانا

سوال نمبر ۵۔ تلمیح کی تعریف کریں اور اس نظم سے تلمیحات چن کر ان کی وضاحت کریں۔

جواب: تلمیح کی تعریف:

تلمیح کے لغوی معنی "اشارہ کرنے "کے ہیں۔ ادب کی اصطلاح میں تلمیح سے مراد کلام میں ایسا لفظ، الفاظ یا ترکیب لانا ہے جو کسی قرآنی آیت، حدیث نبویؐ،تاریخی واقعے، داستان،روایتی کہانی، تہذیبی یا ثقافتی روایات یا کسی علمی وفنی اصطلاح کی طرف اشارہ کرے۔ تلمیح کا مقصد مختصر اشارے سے اصل مہفوم کو قاری تک پہنچانا ہوتا ہے۔ اس سے کلام میں دلکشی اور رعنائی پیدا ہوتی ہے۔

یا

کلام میں مشہور واقعہ، قصہ، کہانی، آیت قرانی یا کسی فن کی اصلاع کی طرف اشارہ کرنا تلمیح کہلاتا ہے۔

نظم میں پائی جانے والی تلمیحات: اس نظم میں مندرجہ ذیل تلمیحات پائی گی ہیں۔

(۱) طوفان نوح:

حضرت نوح علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں۔ نوحؑ نے ساڑھے نوسوسال تبلیغ کی تھی لیکن اس کے باوجود ان کی تبلیغ سے صرف نو افراد ایمان لاے حضرت نوحؑ جب اپنی قوم کی ایذا سے تنگ آگے تو انھوں نے اللہ تعالی سے ان پر عذاب نازل کرنے کی بدعا کی۔ جس پر ایک زبردست طوفان آیا اور سیلاب میں ساری قوم نوح بہہ گی صرف وہی نو افراد جو نوحؑ کے ساتھ ایک کشتی میں سوار تھے زندہ سلامت رہے۔

(۲) یعقوبؑ کنعان:

آپؑ حضرت یوسفؑ کے والد تھے۔ انھیں حضرت یوسفؑ سے بہت محبت تھی۔یوسفؑ کو ان کے بھایوں نے کنویں میں ڈالا اور بعد میں وہ مصر میں قید کر لیے گے تو حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹے کی جدائی میں دن رات روتے رہتے جس سے ان کی آنکھوں کی بینائی ختم ہوگی۔

(۳) زلیخا:

مصر کے بادشاہ عزیز مصر کی بیوی تھی جو حضرت یوسفؑ کے حسن پر عاشق ہوگی تھی بعد میں ان کی شادی حضرت یوسفؑ سے ہوگی۔

(۴) یوسفؑ کی زندان:

حضرت یوسفؑ اپنے ابن امین کی وجہ سے چوری کے الزام میں مصر میں قید کر لیے گے تھے بعد میں وہاں سے باعزت رہا ہوگے تھے اور مصر کے بادشاہ بن گے۔

(۵) سکندر اعظم:

سکندر اعظم مقدونیا یونان کا بادشاہ تھا۔ بہت کم عرصے میں انھوں نے آدھی سے زیادہ دنیا فتح کرلی تھی لیکن ایک لڑائی میں دارا سے لڑتے ہوے شکست کھائی اور مرگے۔ کہتے ہیں کہ جب وہ مرگیا تو اس کے ہاتھ کفن سے باہر تھے جس کا مطلب یہ ہے لیا گیا کہ اتنا بڑا بادشاہ یوں خالی ہاتھ دنیا سے چلا گیا۔

(۶) کولمبس:

مشہور سیاح جو ہندوستان کو دریافت کرنے کے لیے روانہ ہوا تھا۔ لیکن ہندوستان کی بجاے اس نے امریکہ دریافت کرلیا۔ اس لیے اسے جدید دنیا کا دریافت کرنے والا کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر۶۔ مجازِ مرسل کی تعریف کریں اور مثالیں دیں۔

جواب: مجازِ مرسل:

جب کوئی لفظ اپنے حقیقی معنوں کی بجاے مجازی معنوں میں استعمال ہو اور اس لفظ کے حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کے علاوہ کوئی اور تعلق پایا جاے تو اسے مجاز مرسل کہتے ہیں۔ مثلاً بازار سے سودا لاو، کانوں میں انگلیاں رکھو وغیرہ ان مثالوں میں بازار سے مراد پورا بازار نہیں بلکہ صرف ایک دکان ہے۔ اور انگلیوں سے مراد ساری اُنگلیاں نہیں بلکہ انگلیوں کی پوریں ہیں۔

شاعری میں مثالیں: یعنی کُل کے لیے بنایا گیا لفظ جُز کے معنوں میں استعمال کیا جاے۔

جیسے: ؎ اور لے آیں گے بازار سے گھر ٹوٹ گیا
ساغر جم سے میرا جام سفال اچھا ہے

(غالبؔ)